



## فرق گورکھپوری

### شاعر کا تعارف

فرق گورکھپوری کا پورا نام رکھوپتی سہائے اور خلاص فرقاً ہے۔ ان کی پیدائش ۱۸۹۶ء کلشی بھون گورکھپور میں ہوئی۔ گورکھپور میں ابتدائی تعلیم ہوئی اور اللہ آباد میو و مینیٹر کالج سے بی۔ اے کیا۔ کئی جگہ ملازمت کرنے کے بعد فرقاً گورکھپوری اللہ آبادی یونیورسٹی کے شعبہ اُنگریزی میں لیکچر رہے۔ انہوں نے بارہ شعری مجموعے بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے شعری وادی خدمات کا اعتراف میں ملک کی کئی تنظیموں اور اداروں نے انہیں انعامات و اعزازات سے نوازا۔

فرق گورکھپوری کو اردو غزل کا اہم ستون قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے غزل میں اس وقت ایک نئی روح پھوٹی جب ہر سو نظم کا شہرہ تھا۔ اپنی منفرد آواز اور غزل میں نئے اسلوب اور نئے مضمایں کے لیے یاد کئے جانے والے فرق گورکھپوری کی پہچان ان رباعیوں سے بھی نہیں جنہیں ہم روپ کی رباعیوں کے نام سے جانتے ہیں۔ اپنی شاعری میں عشق کو ایک نئے معنی میں برتنے والے نے اردو میں عشقیہ شاعری کی روایت پر باضابطہ ایک تقدیمی کتاب بھی لکھی۔ فرقاً کی پیشتر رباعیاں عشقیہ ہیں جب کہ اردو میں رباعی کی شاعری کا اصلی مضمون بے ثباتی دیایا پند و نصائح رہا ہے۔ ان کی رباعیوں کو دو دووار کئے جاسکتے ہیں۔ پہلے دور کی رباعی پر آئی عازی پوری، اپنی اور حالی کا اثر نمایاں طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ جو ۱۹۲۵ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس دور کی رباعیوں کا اسلوب الگ ہے۔ خیالات میں انوکھاں اور ہندوستانیت کا غالبہ ہے۔ یہ رباعیاں عشقیہ رنگ میں ڈوبی ہوئی تو ہیں مگر عشق کا یہ رنگ خالص ہندوستانی ہے۔ یہاں فرقاً نے محتوق کی ہر ہادا پر اپنی نگاہیں جماں ہیں اور ان کا بیان زالے ڈھنگ سے کیا ہے۔ یعنی ان رباعیوں میں سکھارس اور جذباتی لمبیں اس طرح مل جل گئی ہیں کہ اب ان میں کسی قسم کا امتیاز دشوار ہے۔ ان رباعیوں میں ہندو گلچر کے جمال کو غالباً پہلی بار اردو کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ فرقاً نے اپنی غزلوں میں بھی ہندی اور سنکرست کے خوش نہما الفاظ کے استعمال سے زبان اور بیان میں وسعت پیدا کی ہے۔

فرقاً کی رباعیوں کی اصل پہچان محبوب کے سراپا کا مخصوص بیان ہے۔ ان کی مضمون آفرینی اور جدت نے ایک ایسا اسلوب خلق کیا ہے جسے پڑھنے والا فوراً پہچان لیتا ہے۔



ان رباعیات کو پڑھنے کے بعد آپ:

رباعی کی تعریف بیان کر سکیں گے؛

فراق گورکچوری اور محروم کی رباعیوں کے شعری حسن پر اظہار خیال کر سکیں گے۔

آئیے پہلے فراق کی رباعیات پڑھ لیں۔

پہلی رباعی

### 27.1 اصل سبق

صحرا میں زمان و مکان کے کھو جاتی ہیں  
صدیوں بیدار رہ کے سو جاتی ہیں  
اکثر سوچا کیا ہوں خلوت میں فراق  
تہذیبیں کیوں غروب ہو جاتی ہیں  
دوسری رباعی

زمان و مکان: زمانہ اور جگہ

بیدار: زندہ (جا گنا)

خلوت: تہائی

غروب: ڈوبنا

تو ہاتھ کو جب ہاتھ میں لے لیتی ہے  
دکھ درد زمانے کے مٹا دیتی ہے  
سنار کے پتے ہوئے دیرانے میں  
سکھ شانت کی گویا توہری کھیتی ہے

پہلی رباعی

### 27.2 متن کی تشریح

صحرا میں زمان و مکان کے کھو جاتی ہیں  
صدیوں بیدار رہ کے سو جاتی ہیں  
اکثر سوچا کیا ہوں خلوت میں فراق  
تہذیبیں کیوں غروب ہو جاتی ہیں

اس رباعی میں تہذیبوں کی تاریخ کی یاددا کر اس امر کی طرف نشاندہی کی گئی ہے کہ دنیا میں چاہے انسان ہو یا اس کا کوئی بھی نظام یا تہذیب اسے اتر پڑھا عروج اور زوال سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ آج جو قوم اور اس کی تہذیب بہت کم تحسوس ہوتی



توٹ

ہے کبھی اس تہذیب کا ذکر نکا بجتا تھا۔ تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے ہندوستان پر حکومت کی ہے جس کے نتیجے میں ہندوستان میں جس ہندو اسلامی تہذیب، لگنا جنی تہذیب کا عروج ہوا تھا اسے آج زوال کا منہ دیکھا پڑ رہا ہے۔ واضح رہے کہ رباعی کا آخری مصرع کو ہی رباعی کی روح قرار دیا گیا ہے۔ فراق نے پہلے کے تین مصرعے میں یہ نہ بتایا ہے کہ وہ کونی ایسی شے ہے جو زمان و مکان کے صحراء میں یعنی تاریخ اور وقت کے صحرایا بیابان میں گھوجاتی ہے۔ جو صدیوں تک چمک دمک کی مثال بن کر زندہ رہتی ہے اور ایک دن ختم ہو جاتی ہے یعنی رو بہ زوال ہو جاتی ہے۔ تہائی میں ہر حساس انسان کی شاید یہی سوچ ہوتی ہے کہ آخر دنیا میں پائی جانے والی یہ شاندار تہذیبیں ایک دن آخر کیوں ڈوب جاتی ہیں۔ شاید اس لیے کہ دنیا میں کسی شے کو بھی بیشگی حاصل نہیں ہے۔ جو پیدا ہوتا ہے اسے ایک نہ ایک دن مرنा ہوتا ہے۔ دکھ کے بعد سکھ اور سکھ کے بعد دکھ انسان اور اس کی تہذیب یا معاشرے میں ایک زندہ اصول ہے۔

### 27.3 زبان کے بارے میں

اس رباعی کو سمجھنے کے لیے تہذیبوں کی تاریخ کے بارے میں جانتا ضروری ہے۔ ہندوستان میں ویدک تہذیب اور اس سے پہلے موجود اور ہٹپتا کی تہذیب آج کہاں ہے۔ تاریخ کے صفحوں میں ہے جسے ہم پڑھ کر اس تہذیب کے شاندار اقدار کا اندازہ کرتے ہیں۔ ایک حساس انسان کے ذہن میں یہ سوال اٹھنا نظری ہے کہ یہ شاندار تہذیبیں آخر ایک دن کیوں نہ ہو جاتی ہیں۔ اس رباعی میں ان باتوں کی طرف پڑھنے والے کے ذہن کو اغب کیا گیا ہے۔

زبان یعنی زمانہ مکانی یعنی جگہ۔ زمان و مکان سے ماوراء یعنی اس کے اثر سے آزاد صرف فن ہے فن کا رہے یعنی خدا ہے باقی دنیا کے ہر شے زمان و مکان کی قید میں ہے اور جو زمان و مکان کی قید میں ہے اسے اُتار چڑھاؤ، زندگی اور موت کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔

اس رباعی میں فرقا نے ردیف اور قافیے کے طور پر افعال کا استعمال کیا ہے جس سے اس رباعی کے مضمون تہذیب اور اس کی کہانی میں جو اُتار چڑھاؤ ہے اس کا نقشہ واضح ہوتا ہے۔ زمان و مکان عطف و ادھ سے جڑے توڑے وغیرہ میں جو ہم قافیہ اور ہم صوت ہیں۔ اسے ہم عطفی مرکبات میں شمار کر سکتے ہیں۔ رباعی کا آخری مصرع ایک سوال ہے اور ظاہر ہے اس سوال کا جواب بہت ہی بحث طلب ہے اس سوالیہ انداز سے رباعی میں معنی آفرینی کی فضایا پیدا ہو گئی ہے۔

### متن پرسوالات 27.1



درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. اس رباعی میں



Note

- تہذیبوں کی تاریخ یعنی عروج وزوال پر روشی ڈالی گئی ہے۔  
زمان و مکان کے فلسفے پر روشی ڈالی گئی ہے۔  
نیوٹن اصولوں سے پیدا سوالات کا احاطہ کیا گیا ہے۔
- رباعی کا آخری مصريع کیا ہے؟  
1. ایک سوال ہے  
2. ایک جواب ہے  
3. پوری رباعی کا ایک نچوڑ ہوتا ہے۔

## دوسری رباعی

## 27.4 متن کی تشریح

تو ہاتھ کو جب ہاتھ میں لے لیتی ہے  
دکھ درد زمانے کے مٹا دیتی ہے  
سنار کے پتے ہوئے ویرانے میں  
سکھ شانت کی گویا تواہی کھیتی ہے

اس رباعی کا تعلق بے شباتی دنیا یعنی زندگی چند روزہ ہے یا کسی قسم کے پد و نصائع یعنی نصیحت سے نہیں ہے۔ اس رباعی میں محبوب یا عورت کی خصوصیات کا شاعرانہ اظہار کیا گیا ہے۔ حق ہے کہ عورت کے بغیر دنیا کسی ریگستان کی طرح ہے۔ کوئی گھر ایک ہنڈر کی طرح ہے۔ عورت اگر محبوب ہے تو یہ مرد یا عاشق کے لیے سر اپارحمت ہے۔ اس لیے پہلے مصريع میں کہا گیا ہے کہ جب عاشق کا ہاتھ محبوب اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے تو اسی لمحہ زندگی کا ہر غم، ہر درد ختم ہو جاتا ہے۔ تیرے اور چوتے مصريع میں شاعر نے محبوب یا عورت کو ہری کھیتی کہا ہے۔ یعنی دنیا کے اس پتے ہوئے ریگستان میں عورت کسی حسین سائے کی طرح ہے یا کھیتی کی طرح ہے۔ عورت کا وجود اس دنیا کے لیے ایک سائے کے مانند ہے۔ شادابی کے مانند ہے۔ ہری کھیتی استغفار ہے زندگی کی شادابی کا۔

## 27.5 زبان کے بارے میں

اردو شاعری میں محبوب کی تعریف کا مضمون ہر شاعر کے یہاں نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔ تو وہیں عاشق جب ناراض ہو تو محبوب کو برآ جھلا کرنے سے بھی نہیں چوتا۔ اس رباعی کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ شاعری اور عورت کا ساتھ چولی دامن کا



ساتھ ہے تو وہیں عورت وہ ہستی ہے جسے دنیا میں ایک خاص طرح کشش ہے۔ عورت کو ہری کھیتی کہنا استعارہ ہے۔ استعارہ چیزوں کو نیانام دینا ہے۔ یعنی یہاں عورت کا نیانام ہری کھیتی ہے۔

## متن پرسوالات 27.2

1. اس رباعی میں کس کی تعریف کی گئی ہے۔

(i) سیاست کی

(ii) محبت کی

(iii) محبوب کی

2. استعارہ کے کہتے ہیں۔

(i) چیزوں کو نیانام دینا استعارہ ہے

(ii) متضاد الفاظ کو استعارہ کہا جاتا ہے

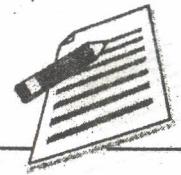
(iii) اسم کی ایک قسم ہے

## ملوک چند محروم

## 27.6 شاعر کا تعارف

ل لوک چند محروم مغربی پنجاب (پاکستان) کے ضلع میاں والی کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انگریزی میں بی۔ اے۔ تک تعلیم حاصل کی اور زندگی بھر اردو کی درس و تدریس میں مشغول رہے۔ جو شاعر کی طرح محروم کو بھی نظم کے شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل ہے۔ محروم کے کلام میں الفاظ کی برجستگی، اور خیالات کی پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ ان خوبیوں نے ان کی رباعیات، کو بھی حسن بخشنا ہے۔ ان کے کلام میں ادبی، اخلاقی اور حسن کی فطرت کے مضامین ملتے ہیں۔ انہوں نے انگریزی اور فارسی کے پاکیزہ خیالات کو اردو کا جامعہ پہنچایا۔

زبان کی صفائی، طرز بیان کی سنبھلیگی ان کے کلام کی خوبیاں ہیں۔ محروم کی رباعیات کی تعلیم دیتی ہیں۔



نوٹ

آئیے پہلے محروم کی رباعیات پڑھ لیں۔

پہلی رباعی

27.7 اصل سبق

مذہب کی زبان پر ہے کوئی کا پیام  
حسن عمل اور راست گوئی کا پیام  
مذہب کے نام پر لڑائی کیسی  
مذہب دینا ہے صلح جوئی کا پیام

دوسری رباعی

فطرت کی دی ہوئی مرت کھوکر  
اوروں کو نہ کر ملوں غنگیں ہو کر  
یہ عمر بہر حال گزر جائے گی  
ہنس ہنس کے گزار یا رو رو کر

پہلی رباعی

27.8 متن کی تشریح

مذہب کی زبان پر ہے کوئی کا پیام  
حسن عمل اور راست گوئی کا پیام  
مذہب کے نام پر لڑائی کیسی  
مذہب دینا ہے صلح جوئی کا پیام

شاعر نے اس رباعی میں مذہبی رواداری، نیک عمل، سچائی اور بھائی چارے کی تعلیم دی ہے اور اس بات پر تجھ کا اظہار کیا کہ لوگ مذہب کے نام پر کیوں لڑتے ہیں۔ مذہب تو میل ملاپ کی تعلیم دیتا ہے اور بھائی چارے سکھاتا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ ہر مذہب سچائی، سچائی، ایکتا اور اچھے کام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ کوئی بھی مذہب فتنہ و فساد، لڑائی جھگڑا نہیں سکھاتا۔ شاعر اس بات پر حیران ہے کہ جب کوئی مذہب لڑائی جھگڑے کی تعلیم نہیں دیتا تو لوگ مذہب کے نام پر کیوں لڑتے ہیں؟

کوئی: نیکی

پیام: پیغام

حسن عمل: اچھے کام

راست گوئی: رج بولنا

صلح جوئی: میل ملاپ



## 27.9 زبان کے بارے میں

محروم کی رباعی اقبال کے اس مصريع کو وضاحت کے ساتھ پیش کرتی ہے۔  
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں پیر رکنا  
صلح جوئی، راست گوئی، حسن عمل تینوں فارسی ترکیبیں ہیں۔

**ترکیب الفاظ:** دوالگ الگ الفاظ کو ملا کر یا الفاظ بنانے کو ترکیب کہتے ہیں جیسے حسن اور عمل دوالگ الگ الفاظ ہیں۔  
دونوں کو ملا کر ترکیب بنائی گئی ہے۔  
جیسے حسن + عمل حسن عمل۔ اسی طرح صلح جوئی اور راست گوئی ترکیبیں ہیں۔

## متن پرسوالات 27.3



درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

اس رباعی میں مذہب کس بات کا پیغام دیتا ہے؟

(i) صلح جوئی

(ii) خدا ترسی

(iii) عبادت

اس رباعی کے ذریعے شاعر کا کیا پیغام ہے؟

(i) مل جل کر رہنا

(ii) اپنے اپنے مذہب کی پیروی

(iii) دوسروں کے مذہب کی عزت

‘ترکیب الفاظ’ کے کہتے ہیں؟

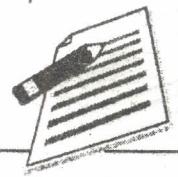
(i) کسی بات کے بنانے کو

(ii) قسم آزمان کو

(iii) دوالگ الگ الفاظ ملا کر ایک لفظ بنانے کو

مندرجہ ذیل میں ترکیب الفاظ پہچانیے۔

(i) راست گوئی



نوٹ

دوسری رباعی

(ii) ستم اور ظلم

(iii) حسن اور عمل

### 27.10 متن کی تشریح

فطرت کی دی ہوئی مسٹر کھوکر  
اوروں کو نہ نکر ملول غمگین ہوکر  
یہ عمر بہرحال گزر جائے گی  
ہنس ہنس کے گزار یا رو رو کر

شاعر کہتا ہے کہ قدرت نے سب کو خوشیاں دی ہیں۔ ان خوشیوں کو کھوکر، اداں پر بیشان نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ اداں شخص دوسرے لوگوں کو بھی اداں اور رنجیدہ کر دیتا ہے۔ زندگی تو ہر حال میں گزارنی ہے۔ اس کروتے ہوئے کیوں گزار جائے۔  
زندگی ہنس کر گزاری جائے تو آپ دوسرے لوگوں کو بھی خوش رکھ سکیں گے۔

زندگی اسی کا نام ہے کہ اپنا غم بھلا کر دوسرے لوگوں کو خوش رکھا جائے۔ زندگی میں آنے والی پریشانیاں، دکھ اور غم تو سب کو سبھے پڑتے ہیں، ان سے دکھی ہو کر اور وہ کوئی دکھی کیا جائے؟ خوش رہو، سب کو خوش رکھو، یہی اصل زندگی ہے۔

### 27.11 زبان کے بارے میں

رونا، ہنسنا متصاد الفاظ ہیں۔ متصاد الفاظ کو شعر میں استعمال کرنے کو صنعت تضاد کہتے ہیں۔ ملول، غمگین ہم معنی الفاظ ہیں۔ ہم معنی الفاظ کو مترادف الفاظ کہتے ہیں۔

### 27.4 متن پرسوالات

درست جواب پر صحیح (✓) کا شان لگائیے۔

1. شاعر کے نزدیک زندگی کیسے گزاری جائے؟

(i) لڑتے ہوئے

(ii) روتے ہوئے

(iii) خوش رہ کر

2. صنعت تضاد کے کہتے ہیں؟

(i) کسی خاص بات کے بیان کرنے کو

(ii) متصاد الفاظ استعمال کرنے کو

ماہیوں - 4

لکھ کی دیگر اصناف



نوٹ

- (iii) مترادف الفاظ کے استعمال کو  
مترادف اور متقادا لگ کر کے لکھئے۔

حرن و ملال، رات و دن، صبح و شام، مسرت و انبساط، رنج و خوشی، اداس و غلگین



آپ نے کیا سیکھا؟

1. ربائی چار مصروعوں والی مختصر نظم کو کہتے ہیں۔
2. ربائی کو دو بیتی، یا تراث، بھی کہتے ہیں۔
3. ربائی کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصروع ہم قافية ہوتا ہے۔
4. ربائی کا آخری مصروع بہت اہم ہوتا ہے جس میں ربائی کا نچوڑ ہوتا ہے۔
5. ربائی میں حسن و عشق، اخلاق، فلسفہ اور تصور وغیرہ ہر طرح کے مضامین کا بیان ہوتا ہے۔
6. محروم اور فراق کی رباعیات میں آپ نے زندگی کی حقیقوں اور انسانی جذبات کا برعکس استعمال پایا۔

## 27.12 مزید مطالعہ

دیگر شعراء کی رباعیاں بھی پڑھئے۔ جیسے حالی، جوش، امجد وغیرہ۔



اختتامی سوالات 27.16

1. ربائی کے کہتے ہیں؟
2. ربائی کے خاص موضوعات کون کون سے ہیں؟
3. چند مخصوص زبائی گو شعراء کے نام لکھئے؟
4. ترکیب الفاظ کی تین مثالیں دیجئے۔



متن پر سوالات کے جوابات

(i) .1 27.1

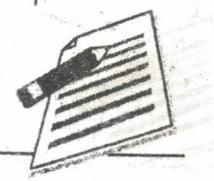
(iii) .2

(iii) .1 27.2

(i) .2

#### 4- ماڈیول

#### نظم کی دیگر اصناف



نوت

(i) .1      **27.3**

(i) .2

(iii) .3

(i) .4

(iii) .1      **27.4**

(iii) .2

.3

متضاد الفاظ: رات و دن، صبح و شام، رنج و خوشی

مترادف الفاظ: حزن و ملاں، سرت و انبساط، اداس و غمگین